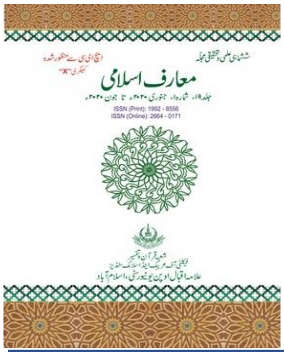

Ma'ārif-e-Islāmī Research Journal
eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Journal Website: https://mei.aiou.edu.pk/

Vol.21 Issue: 02 (July-December 2022)
Date of Publication: 23-December 2022
HEC Category (July 2022-2023): Y

mei.aiou.edu.pk

Article	اردو سیرت نگاری پر بیسویں صدی کے سیاسی اثرات Interpretation of political influences on Seerah writing in 20th century
Authors & Affiliations	**1. Hafiz Tasadduq Mahmood** *Ph.D Research Scholar, Institute of Islamic Studies, Punjab University Lahore. []* **2. Dr. Asim Naeem** Associate *Professor Institute of Islamic Studies, Punjab University Lahore* (asimnaeem.is@pu.edu.pk)
Dates	Received: 20-07-2022 Accepted: 10-09-2022 Published: 23-12-2022
Citation	Hafiz Tasadduq Mahmood, Dr. Asim Naeem, 2022. اردو سیرت نگاری پر بیسویں صدی کے سیاسی اثرات [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: <https://iri.aiou.edu.pk/?p=74722> [Accessed 25 December 2022].
Copyright Information	اردو سیرت نگاری پر بیسویں صدی کے سیاسی اثرات 2022 © by Hafiz Tasadduq Mahmood, Dr. Asim Naeem is licensed under Attribution-ShareAlike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Indexing & Abstracting Agencies

Tehqiqat	IRI	Asian Indexing	Australian Islamic Library	HJRS
تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ	IRI Islamic Research Index	ASIAN Research Index	AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY From darkness to light! www.AustralianIslamicLibrary.org	HJRS HEC Journal Recognition System

اُردو سیرت نگاری پر بیسویں صدی کے سیاسی اثرات

Interpretation of political influences on Seerah writing in 20th century

حافظ تصدق محمود

پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عاصم نعیم

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract

If, on one hand, 20th century has turned out to be a symbol of advancements, then on the other hand it has also proved to be a birth place of a multitude of miseries and problems. In the 20th century, the rise in publishing of books led the knowledge and wisdom to the acme of excellence and brought the whole world in harmony. Europe, Africa, Asia and America seemed to walk a long way on the road to prosperity. When knowledge and wisdom became deeply rooted in the society then the progress of commerce and industry also became a constant factor. Although the life of prophet (PBUH) was deeply studied through the ages, but it was again the 20th century that shined brightly in this aspect too. Many Muslims and Non-Muslims scholars also penned down a lot of work on the Seerah of Muhammad (PBUH). As a result of, the refined form of Seerah writing appeared before the world. Seerah writing, like other branches of knowledge, came under the influence of modern age and witnessed many improvements. It was particularly influenced by the unique political environment of Indo-Pak subcontinent. These influences have been discussed in this article.

Key Word : Colonial Impact on Seerah

عام طور پر فکری اور علمی تحریکیں عوامی سطح پر زیادہ مقبول نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ہدف معاشرے کے ذہین ترین افراد ہوتے ہیں۔ یہ معاشرے کا وہ طبقہ ہوتا ہے جو لکھنے پڑھنے، سوچنے سمجھنے، پالیسیاں بنانے اور معاشرے کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے یہ طبقہ محدود تھا لیکن دور جدید میں اس میں بہت وسعت آگئی ہے۔ حکمران، بڑے بڑے کاروباری افراد، مذہبی علماء، بیوروکریٹس اور پروفیشنلز جیسے استاذ، ڈاکٹرز، انجنیئرز اور اسکالرز اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ عام لوگوں کو تمام فکری تحریکوں کے بارے میں علم نہیں ہوتا۔ اسی طرح معاشرے میں بالعموم اور دنیا میں بالخصوص تیزی سے رونما ہونے والے تغیر و تبدل سے معاشرے کی اکثریت ناواقف ہوتی ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو بیسویں صدی اپنے گوناں گوں انقلابات کی وجہ سے نمایاں ہے کیونکہ بنی نوع انسان کے لیے نئے نئے چیلنجز اسی صدی میں رونما ہوئے۔

طباعت کا فروغ Rise of publishing

انیسویں صدی میں رونما ہونے والی تبدیلیوں میں طباعت کا فروغ ایک اہم سنگ میل ہے اور اس صدی میں ابلاغ و ترویج کے لیے استعمال ہونے والے ذرائع کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تالیف و تصنیف کا رواج تو اس سے بہت پہلے بھی تھا لیکن خیالات کے اظہار کے

لیے بنیادی حیثیت قومی ذرائع یعنی اخبارات ورسائل کو حاصل تھی لیکن اسلامی فکر کا اظہار وعظ و تقریر، درس وتدریس اور مناظرہ و مجادلہ کے ذریعے ہوتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تالیف طبع کا رجحان کافی بڑھ گیا، لہٰذا خیالات کی ترویج واشاعت کے لیے خاصے وسیع پیمانے پر کام ہونے لگا اور سیرت نگاری کا دامن بھی وسیع تر ہونے لگا۔ انیسویں صدی میں ادب کے دوسرے میدانوں کی طرح اردو سیرت کے میدان میں بھی نمایاں ترقی ہوئی۔ بیسویں صدی کے پہلے چالیس سال اس حوالے سے کافی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان میں سیرت نگاری کے علاوہ مجموعی طور پر دینی ادب نے ایک اہم حیثیت حاصل کی۔

دینی ادب Religious Literature

دینی ادب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا پہلا وہ جس میں احکام الٰہی کو بیان کیا جاتا ہے یعنی دین کن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ دوسرا حصہ وہ ہے جن میں ان احکام کے مصالح، ان کے مضمرات اور ان کی حکمتوں کو روشناس کرایا جاتا ہے، یہی وہ حصہ ہے جس میں اس دور کی دینی فکر کو دیکھا اور سمجھا جاتا ہے۔ دینی ادب کا تیسرا حصہ وہ ہے جسے دین کے مبلغین دوسرے مذاہب اور نظریات پر اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنے اور اسے مضلین کے حملوں سے بچانے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ پہلا حصہ بیانیہ ادب The statement Literature، دوسرا اتکلمانہ Mutual Literature اور تیسرا مناظرانہ ادب Views Literature کہلاتا ہے۔ یہ تینوں اصناف اپنی اپنی الگ پہچان رکھتی ہیں اور اپنے درمیان واضح فرق وامتیاز ہونے کے علاوہ جداگانہ اسلوب کی حامل ہیں۔ دینی ادب میں ایک خاص قسم کی معروضیت پائی جاتی ہے کیونکہ ایسا ادب انسان کی داخلی کیفیات، شخصی تاثرات اور جبلت[1] وفطرت کے عمل سے بڑی حد تک آزاد ہوتا ہے۔ اس وجہ سے دینی ادب میں فکری اور ادبی پہلو ثانوی حیثیت رکھتا ہے، فقہ اور احکام کی کتب اس کی مثالیں ہیں۔ دینی ادب کا یہی وہ حصہ ہے جس میں اس دور کے دینی مفکرین کے افکار واحساسات کی عکاسی ہوئی اور یہی چیز اسے ہمارے ادب کا قیمتی اثاثہ Valuable Asset اور متعلقہ دور کا آئینہ بناتی ہے۔

دینی اصول وضوابط اور دائمی اقدار Religious rules , laws and eternal value

دینی حقائق واقدار، اصول وضوابط دائمی اور ابدی صداقتیں ہیں ان میں مرور زمانہ کے ساتھ تغیر و تبدل کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں یہ سوال بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اگر دین ابدی صداقتوں کے مجموعے کا نام ہے تو دینی احکام کی تعبیر وتوجیہ کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ یہ سوال دینی ادب کے سلسلے میں بڑی مرکزی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ عدم تفہیم کی وجہ سے دین ذہنی پیچیدگیوں کا باعث رہا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ صرف ایک دور نہیں بلکہ برسوں سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ ہر فرد کی ذہنی سطح اور اپج ایک جیسی نہیں ہوتی۔ دوسری وجہ وقت اور ماحول کے تقاضوں کا مختلف ہونا ہے کیونکہ ہر زمانہ اپنے ساتھ نئے فکری اور علمی مسائل لاتا ہے۔ اس پر دو طرح کے رد عمل سامنے آتے ہیں ایک طبقہ جن تعلیمات کو ازلی وعالمگیر سمجھتا ہے نئے تقاضوں کا کافی وشافی جواب نہ پاکر مضطرب ہو جاتا ہے اور یہ لوگ انحراف اور بغاوت پر اتر آتے ہیں اس صورت میں نئے حالات اور مسائل کی روشنی میں دین کی تعبیر وتوجیہ کی جاتی ہے۔ یہ عمل دین میں قطع وبرید کا متقاضی نہیں ہوتا بلکہ الہامی ہدایت پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ قرآن وحدیث کی تعلیمات بھی اسی ضرورت پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہر معاملہ میں تفصیلی ہدایت نہیں دی بلکہ کائنات کی بنیادی حقیقتوں اور دین کے اساسی اصولوں کو بیان فرمادیا ہے۔ اسلام کا ایک خاصہ یہ بھی ہے اس نے ایک طرف ابدی اصول واقدار فراہم کی ہیں تو دوسری طرف ان حالات ومسائل سے نمٹنے کے لیے اجتہاد کا دروازہ بھی کھلا رکھا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جس کے زیر اثر ہر دور میں دینی ادب کا ایک قیمتی خزانہ وجود میں آتا ہے۔

اسلام اور اس کی تعلیمات پر جو اعتراضات مخالفین اسلام کی طرف سے وارد ہوتے ہیں وہ بھی مفکرین کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لیتے ہیں یوں دین کی مدافعت میں ادب کا ایک پہلو وجود میں آتا ہے۔ ہر دور میں اسلام پر ہونے والی یلغار کا مفکرین نے مسکت جواب دیا اور یہ پہلو دین کی مزید تشریح وتوضیح کا باعث بنا۔

دینی ادب اپنے تہذیبی دور سے بھی ایک خاص قسم کا رشتہ رکھتا ہے اور اس یعنی نوآبادیاتی دور[2] کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دور ملت اسلامیہ کی تاریخ میں فیصلہ کن موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تمدنی، فکری اور سیاسی حیثیت سے جو دور 1831ء اور 1857ء کے بعد شروع ہوا تھا وہ 1911ء میں ختم ہو گیا کیونکہ تقسیم بنگال[3] کی منسوخی مسلمانوں اور برطانوی حکومت میں سمجھوتے کی امید پر پانی پھیر گئی اور ٹکراؤ اور مخاصمت نے جنم لے لیا تھا۔[4]

1917ء میں انقلاب روس کے بعد اشتراکیت[5] ایک عالمگیر تحریک بن گئی کیونکہ اشتراکیت کے علمی اور سیاسی ڈانڈے ترقی پسند فکر سے جا ملتے ہیں۔ ان تمام علمی وسائل سے مستفید ہو کر کارل مارکس[6] Marx , Karl Heinrich(1818-1883) نے تخلیقی سطح پر نظریہ اشتراکیت کی تشکیل کی اور سیاسی تحریک کا بھی آغاز کر دیا۔ روس کی ترقی سے متاثر ہو کر ہندوستان میں بھی سوشلسٹ[7] اور کمیونسٹ پارٹی وجود میں آ گئی اور اس ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی میں مقامی دانشور بھی شامل تھے۔ سوشلزم[8] کا چرچہ 1935ء میں شروع ہوا اور 1947ء تک اس کا جادو سر چڑھ کے بولنے لگا اور لکھنے والوں کی اکثریت اس سے خصوصی طور پر متاثر ہوئی۔

نوآبادیاتی عہد کی تاریخ کے ایک اہم مصنف ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اس تمام دور انیے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ادھر ہندوستان میں تحریک آزادی زور پکڑ چکی تھی، دو بڑی قومیں ہندو مسلم آزادی کے لیے متحدہ کوشش کر رہی تھیں۔ میثاق لکھنو(1916) اور تحریک عدم تعاون(1919) اتحاد پر مبنی مظاہر ہیں۔ دونوں قومیں یکساں جانفشانی سے انگریز کے خلاف سینہ سپر رہیں حتی کہ 1935ء میں انگریز سامراج کمزور ہونے لگا اور دوسری جنگ عظیم (1939ء-1945ء) نے اس کی بنیادوں کو مزید متزلزل کر دیا۔ 1935ء میں دستور کے مطابق ہندوستان میں قومی حکومتیں قائم ہوئیں مگر اس کے نتیجے میں ہندو مسلم اختلافات اور شدید ہو گئے اور مسلم لیگ کانگریس سے دور ہوتی گئی یوں ہندو مسلم اتحاد کانگریس کی تنگ نظری کی نذر ہو گیا۔ تحریک عدم تعاون[9] جو تحریک خلافت کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی اسے گاندھی، موہن داس کرم چند(1869-1948ء)[10] نے بلا مشورہ ختم کر دیا، اور فروری 1922ء میں چوراچوری[11] کے واقعہ کو بہانہ بنا کر گاندھی نے یہ من مانا اقدام کیا۔[12]

برصغیر میں نوآبادیاتی دور Colonial Era in Subcontinent

برصغیر میں نوآبادیاتی دور[13] مسلمانوں کے لیے سیاسی زوال اور معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی انحطاط سے عبارت ہے اس صورت حال میں برصغیر کے مسلم باسیوں کو بالخصوص ایک ایسی فکری اور اصلاحی راہنمائی کی ضرورت تھی جو اس وقت کی نابغہ روزگار ہستی شاہ ولی اللہ (1703ء-1762ء)[14] نے شروع کی جو اس دور کے ان علائق سے واقف تھے جو مسلمانوں کو جکڑے ہوئے تھے اور ان عوارض کا تدارک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے جن میں ملت اسلامیہ مبتلا تھی۔ ان کے ذہن میں اسلام کا منطقی، عملی اور تشکیلی تصور بھی موجود تھا جس کی روشنی میں مسلمانان برصغیر کے دکھوں کا مداوہ ممکن تھا۔ سب سے اولین کوشش شاہ صاحب نے یہ کی کہ مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کو تباہی سے بچایا جائے اور امن وامان قائم کیا جائے تاکہ مذہبی، معاشرتی اور ثقافتی اصلاحات کا وقوع ممکن ہو سکے۔ اس ضمن میں اگرچہ شاہ صاحب کی عملی کوششیں بارآور نہ ہو سکیں کیونکہ حکمران کاہلی اور سستی کا مظاہرہ کرتے رہے لیکن آپ نے اپنے وابستگان میں جو شعور پیدا کر دیا تھا اس نے بعد میں آنے والے مصلحین اور مجاہدین شاہ عبد العزیز(1746ء-1823ء) اور سید احمد بریلوی[15](1786ء-1831ء) وغیرہ نے اپنی اپنی حد تک اس سے فائدہ اٹھایا اور برصغیر کے مسلمانوں کی فلاح و کامرانی کے لیے عملی کوششیں جاری رکھیں۔ ان کی تحریک جہاد کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی لیکن انگریزوں کے خلاف 1857ء کی جنگ آزادی ان ہی کے پیدا کردہ جذبہ واحساس کے تحت واقع ہوئی، یہ جنگ بھی مسلمانوں کو ابتلاء وآزمائش سے نہ بچا سکی بلکہ مسلمانوں کے مسائل میں اور اضافہ ہو گیا۔ تاہم برصغیر کے مسلمان اس جنگ کی وجہ سے اس قابل ضرور ہو گئے تھے کہ اپنی ناکامیوں کا محاسبہ کر سکیں اور اپنے قومی مستقبل اور اجتماعی شعور کے لیے ایسی راہ منتخب کر لیں جس پر چل کر اپنا مستقبل محفوظ کر لیں۔ پھر سر سید احمد خان(1817ء-1898ء)[16] ان کے فکری و عملی راہنما کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

1857ء کے احساس شکست نے مایوسی کی جو کیفیت پیدا کی تھی اس نئی جہت نے اسے دور کر دیا، ملی وجود کا احساس اور ہر شعبے میں اس کا اظہار اس دور کی نمایاں خصوصیات ہیں۔1914ء سے 1939ء تک یعنی دونوں عالمی جنگوں[17] کا عرصہ ایسی حیثیت رکھتا ہے جہاں پرانے راستے مسدود ہونے کے بعد نئے باب واہوتے ہیں، یہ عہد سابقہ اور لاحقہ دور میں ایک گزرگاہ کی حیثیت کا حامل ہے۔اس دور نے جہاں دوستوں اور دشمنوں کی صف بندی کر دی وہیں سیاسی اور تہذیبی اہداف کو بھی واضح کر دیا۔اس طرح اس دور کو ملت اسلامیہ کے جدید ذہن کی تشکیل کا دور کہا جاسکتا ہے کیونکہ مستقبل کی تحریکات نے اسی دور میں عملی صورت اختیار کی۔اس عہد کی دوسری اہم خصوصیت اتحاد و اتفاق ہے جدید اور قدیم استعارے یہاں بغل گیر دکھائی دیتے ہیں۔جدید فکر کی حامل علی گڑھ[18] سے تیار ہونے والی نسل بھی عملی میدان میں آگئی اور قدامت کا علمبردار دیوبند[19] بھی آزادی مسلم کا نعرہ بلند کرنے لگا۔یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک عجیب تجربہ تھا جس نے اس زمانے کو منفرد حیثیت بخشی، لہٰذا یہ ماحول بھی اپنے عہد میں پیدا شدہ دینی ادب پر اثر انداز ہوا۔قدیم روایات سے انحراف اور نئے دور کے فکری، تعلیمی، تہذیبی، سماجی اور اخلاقی مسائل سے نبرد آزمائی کی جھلک اس دور میں صاف دکھائی دیتی ہے۔
اس سارے زمانے میں مسلمان تاریخ کے شدید چیلنج سے دوچار رہے۔مغرب کا چودہویں صدی سے شروع ہونے والا انقلاب اپنی تکمیل کو پہنچ چکا تھا، بزعم خود خدائی انسان[20] نے فکر و عمل کی نئی تنظیم بندی کی۔اب دنیا کی توجہ مابعد الطبیعاتی[21] مسائل نہیں تھے بلکہ طبیعات[22] تھی، مذہب کے جو اصول نئی فکر سے متصادم دکھائی دیے ان کو پس پشت ڈال دیا گیا اور مذہب کے بارے میں حقارت کا رویہ اختیار کیا گیا اور یہی مغربی اقوام کے سیاسی تفوق کا شاخسانہ ثابت ہوا۔[23]
پوری دنیا کی طرح برصغیر پاک وہند کی ذہنی سطح بھی اس سارے ماحول سے متاثر ہوئی مغرب کا الحاد[24] و زندیقیت یہاں بھی رنگ جمانے لگا۔جلتی پر تیل کا کام ان مسیحیوں نے کیا جو یہاں تخت حکومت پہ براجمان تھے کیونکہ مغربی افکار کی یلغار سامراجی اور استعماری[25] قوتوں کی سرپرستی میں ہو رہی تھی۔مغرب برصغیر میں نیم خواندہ اور غیر مہذب مشرق کو تعلیم دینے میں مصروف تھا۔[26]

انیسویں صدی کے اہم فکری رجحانات

The main Intellectual trends of the nineteenth century

انیسویں صدی کا یہ تصادم غیر متوازن Unbalanced collision تھا کیونکہ مسلمان محکوم اور انگریز حاکم تھا جس نے علمی میدان میں مسلمانوں کی قوت مزاحمت power of resistance کو متاثر کیا۔المختصر انیسویں صدی نے تین اہم فکری رجحان بیسویں صدی کو ورثے میں دیے۔

1۔آزادروی اور مصالحت کا رجحان

The tendency towards independence and reconciliation

2۔اسلام کے عقل و سائنس کا مؤید ہونے کا رجحان

The tendency to become the intellect of Islam and Science

3۔مصالحت اور عقل و سائنس کی تائید کا رجحان

The tendency to support reconciliation and intellect and Science

سیاسی اعتبار سے بھی یہ دور خاص اہمیت کا حامل ہے جنگ آزادی کی ناکامی کے باوجود انگریز کی قوت کا سحر ٹوٹنے لگا تھا، مشرق سے جاپان کا ابھرنا اور ایک مغربی طاقت کو شکست دینا ایام کی تبدیلی کا واضح اشارہ تھا۔[27]
روس کے جاپان سے شکست کھانے کے بعد عالمی طاقت کا توازن بگڑ گیا، دولت عثمانیہ (Ottoman Empire) پر بھی اسی دور میں دست دراز کیا گیا کیونکہ برطانیہ نے سر عام دولت عثمانیہ (1281-1924)[28] کے خلاف کھلم کھلا جارحانہ رویہ اختیار کیا۔عربوں اور عثمانی یورپ[29] کو بغاوت پر ابھارا گیا اور یہ سلسلہ پہلی عالمی جنگ (1914-1919) بلکہ اس کے بعد تک جاری رہا۔[30]

نو آبادیاتی دور کی خصوصیات Merits of Colonial period

برصغیر میں بھی سلطنت برطانیہ(Empire, British)[31] نے بے اعتدالی اور ناانصافی کا بازار گرم کر رکھا تھا جس نے برطانیہ کی مخالفت کے رجحان کو مزید تقویت دی۔ان حالات نے مسلمانوں کو اس حقیقت سے دوچار کیا کہ وہ عددی اعتبار سے اب بھی سیاسی اقلیت ہیں۔ان کو آزادی کی جدوجہد میں اپنا مخصوص موٴقف ترتیب دینے کی ضرورت شدت سے محسوس ہوئی اور یہی احساس تیس سال کی کدوکاش کے بعد مطالبہ آزادی کی شکل میں نمودار ہوا۔اس سارے پس منظر نے جذبہ اسلامی قومیت کو ابھارا اور اس تصور کی وضاحت کی۔

اگر اس دور کی تہذیب و تمدن کی بات کی جائے تو اس عہد میں نمودار ہونے والی تبدیلیاں قابل ذکر ہیں۔اس عہد میں تعلیمی انقلاب Revolution[32] کے اثرات رونما ہونا شروع ہو گئے تھے۔ایک طبقہ وہ تھا جسے جاگیردارانہ نظام[33] نے پروان چڑھایا اور دوسرا طبقہ ان تعلیمی اداروں سے فیض یاب ہونے والا متوسط طبقہ تھا۔ اس دور میں صنعتی انقلاب Industrial revolution[34] کی کرنیں بھی پھوٹنے لگیں، قومی زندگی میں اور سیاسی دھارے میں نوجوان نسل کا معتدبہ اضافہ ہوا نیز صنعتی ترقی کے ساتھ اس طبقے کا ارتقاء بھی ضروری تھا۔یہ تمام تبدیلیاں قومی زندگی کے نشیب و فراز کو بلواسطہ اور بلاواسطہ متاثر کر رہی تھیں۔ فکری اور نظریاتی طور پر بھی یہ دور اہمیت کا حامل ہے،انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے شروع میں یورپ میں قومیت اور اشتراکیت نے بہت زور پکڑا۔ پہلا اشتراکی انقلاب روس[35] میں 1917ء میں رونما ہوا۔ بیسویں صدی کے تیسرے عشرے میں جرمنی، اٹلی اور دیگر ممالک میں قومی اشتراکیت، فاشزم Fascism[36] اور نازی ازم نے فروغ حاصل کیا۔ان تحریکات نے برصغیر پاک و ہند کے نوجوان ذہن کو بھی متاثر کیا اور بہت سے نظریاتی مباحث نے جنم لیا۔انیسویں صدی کے وسط میں ہندو دھرم اور تہذیب کے احیاء کی تحاریک کام کر رہی تھیں، آریہ سماج[37] اور سنگھٹن نے فروغ پایا حتیٰ کی شدھی[38] کی منظم کوشش کی گئی۔اس پس منظر نے ہندو مسلم میں مذہبی جداگانہ احساس کو تقویت بخشی، سیاسی اتحاد کی کوششیں بھی اس بعد Distance کو کم نہ کر سکیں۔[39]

اس تناظر میں برصغیر کے نمایاں اہل قلم کا ذکر کیا جائے تو شبلی نعمانی کی علمی روایت میں عقلیت Rationality ، تاریخیت Sanity اور حرکیت Dynamics کو نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے اور ان کی عقلیت پر اعتزال کا بھی اثر ہے۔نئے دور میں عقلیت کی روایت نے ابو الکلام آزاد (1888ء-1958ء)، ڈاکٹر محمد اقبال (1877ء-1988ء) اور ابو الاعلی مودودی (1903-1979ء) کی تحریروں میں بالکل نیا آہنگ اختیار کیا اور نیا علم الکلام (Scholasticism) تیار ہوا جو بیسویں صدی کے افکار و مسائل کے درمیان معرض وجود میں آیا۔ شبلی (1857-1914ء)[40] کی تاریخیت کا بہترین اظہار ان اداروں اور افراد کے ذریعے ہوا جن کی تعمیر میں شبلی نے نمایاں حصہ لیا یعنی ندوۃ العلماء لکھنو اور دار المصنفین اعظم گڑھ۔ یہ ہے وہ ذہنی، تہذیبی اور سیاسی پس منظر جس میں اس دور کا دینی ادب وجود میں آیا۔

بحیثیت مجموعی نو آبادیاتی دور ہندوستان کے باسیوں کے جمود Fitched میں حرکت اور تحریک کا باعث بنا،اس دور میں علمی، مذہبی اور سیاسی بیداری نے جنم لیا۔ آزاد روی کے قائلین نے سائنس، عقلیت اور تمدن جدید کی اقدار کو بنیاد بنا کر مذہب کی تشکیل نو کی کوشش کی۔اس صدی میں دین اور سیاست کا تعلق اور گہرا ہو گیا، فکری، تعلیمی اور سیاسی میدانوں میں مذہبی بیداری پیدا ہوئی۔ اگرچہ ایک قلیل گروہ نے غیر اسلامی تصور حیات کو قبول کیا تاہم اکثریت نے اسلامی اقدار و روایات سے اپنے جذباتی رشتے کو مضبوط رکھا۔اس دور کا دینی ادب اپنے اندر گوناں گوں اسالیب نگارش رکھتا ہے۔ مثلاً مذہب اور عقل و سائنس کی بحث سے تمام اہل علم نے تعارض کیا، ماضی میں عقل و سائنس کے بارے میں رجحان یہ تھا کہ سائنس کو محکم مانا جائے اور مذہب کی ان باتوں کی تاویل کی جائے جو سائنس سے متصادم ہیں۔ جن و ملائکہ، حشر و نشر، عالم برزخ، معجزات ﷺ اور معراج النبی ﷺ وغیرہ کے بارے میں یہی رویہ اختیار کیا گیا۔ دوسرا رجحان اسلام کو عقل و سائنس کا موٴید دکھانے کا تھا جس کے تحت سمجھا جانے لگا کہ یورپ کی ترقی ہماری مرہون منت ہے اور آج جدید یورپ

سے ہم جو کچھ لے رہے ہیں یہ ہماری ہی وراثت ہے ۔پہلا رجحان عنایت اللہ خان مشرقی (1888-1963)، غلام احمد پرویز(1903-1985)اور غلام جیلانی برق(1901-1985) کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔یہ رجحان دبتا گیااور دوسرامزید ترقی کرتا گیااور ان سے مزید دو رجحان رونما ہوئے۔ایک یہ کہ سائنس،عقلیت اور آزاد پسندی کا تنقیدی جائزہ لیا گیااور یہ واضح کیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا کون سا پہلو ثابت اور غیر ثابت پہلو کون کون سا ہے اور آیا مذہب کو سائنس کے تابع کرنا ضروری ہے یا مذہب، عقل اور سائنس ہر ایک اپنے اپنے طریقے سے حقیقت تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ سائنس کی فراہم کردہ معلومات حد یقین کو نہیں پہنچتیں،علامہ شبلی نے عقل اور فلسفہ سے مذہب کی تائید کو واضح کیا۔[41] علامہ اقبال(1877-1988ء) نے مذہب اور سائنس دونوں کی تکمیلی حیثیت کو واضح کیا۔[42]

مولانا ابوالکلام(1888-1958ء) نے وحی،جبلت،وجدان اور عقل کے تعلق کے حوالے سے بحث کی اور بتایا کہ ایک دوسرے کی تصحیح اور تکمیل کرتا ہے۔[43]مولانا محمد علی جوہر(1878-1931) نے کشف، عقل اور نقل کے رشتے کو غیر منفک ثابت کیا اور عقل و سائنس کے نام پر نقل کو قربان کرنے کو غلط قرار دیا۔[44]

مولانا ابوالاعلی مودودی(1903-1979ء) نے سائنس اور سائنسی فکر کی حدود کو واضح کیا اور مذہب و سائنس کے تعلق کو بیان کیا ۔[45]

اور مولانا ظفر علی خان(1873-1956) نے جان ولیم ڈریپر(1811-1882) کی کتاب کا اردو میں ترجمہ معرکہ مذہب و سائنس کے نام سے پیش کیا۔جس میں سائنس اور مذہب کے تصادم کو بیان کیا گیا ۔علاوہ ازیں ڈاکٹر عبد الحق (1870-1961) نے طویل مقدمہ مذہب اور سائنس کے تعلق کو واضح کرنے کے لیے لکھا جس میں دونوں کی حدود کے تعین کے ساتھ ساتھ ان کے باہمی رشتے کو بھی وضاحت سے بیان کیا گیا۔اس طرح اس عہد میں مذہب و سائنس کے بارے میں ماضی میں پائے جانے والے ابہام کا تدارک ہو گیا۔دوسرا رجحان جو سامنے آیا وہ یہ تھا کہ سائنسی معلومات کو دینی مباحث میں استعمال کیا جائے،سائنس نے جن مسائل کو جنم دیا ان پر اسلامی نقطہ نظر سے روشنی ڈالی جائے اور یہ (سائنس) جدید علم الکلام کا قیمتی جزو ہے۔

مدافعت و مصالحت کا دائرہ کار The scope of immune and reconciliation مذہب اور تاریخ کی بحث بھی اسی دور کی پیداوار ہے جس کا آغاز مسیحی اعتراضات سے ہوا،ان اعتراضات کا جواب دینے کے لیے اسلامی تاریخ سے مثالیں پیش کی گئیں جس سے ایک کثیر سرمایہ علم وجود میں آیا۔اب مدافعت کے بھی دو پہلو سامنے آئے ایک یہ کہ جس چیز پر مخالف اعتراض کرتا ہے اس کے وجود دین ہونے سے سرے سے ہی انکار کر دیا جائے۔دوسرا پہلو یہ تھا کہ ہدف تنقید کے متعلق تحقیق و تفتیش کی جائے اس کے بعد اس اعتراض کے وقوع پذیر ہونے کا سبب بیان کر دیا جائے۔دوسرا رجحان زیادہ قوی ہونے کی وجہ سے ترقی پا گیا جس سے مسلم ثقافت، طرز حکومت، فتوحات اور تمدن و علم کے علاوہ تاریخی کارناموں پر ایک ضخیم ادب معرض وجود میں آیا۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ نقص اور کمزوریاں بھی اس میں دیکھی جاسکتی ہیں کہ ابتداءً صرف من پسند پہلو اجاگر ہوئے جس سے عدم توازن کی کیفیت پیدا ہوئی لیکن جب تحقیق کا رشتہ تاریخ سے جڑا تو مسلمانوں کے نظام حیات کی تصویر نمایاں ہوئی۔اس عہد میں بالخصوص دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دور خلافت راشدہ کا مطالعہ مسلمانوں کی سوچ کا محور و مرکز ٹھہرا جس نے مسلمانوں کے ذہن اور ان کی اقدار کے معیار کو متاثر کیا۔جس سے مغرب سے مرعوبیت اور اس کی نقالی اور بے جا تقلید میں واضح کمی واقع ہوئی اور اپنے ماضی سے راہنمائی کا رجحان پیدا ہوا، نیز اپنے ماضی کے بارے میں تنقیدی نظریہ بھی ابھرا۔اسی کا نتیجہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ مطالعہ کا خاص موضوع بن گئی اور اس دور میں سیرت پر اتنا زیادہ لٹریچر تیار ہوا کہ تاریخ کے کسی دور میں اتنی مختصر مدت میں اتنا وسیع ذخیرہ علم تیار نہیں ہوا۔

اس تاریخی لٹریچر نے ایک نئی بحث کو وجود بخشا کہ اگر مسلمان ماضی میں عظیم طاقت اور نمونہ تھے تو وہ کیا اسباب ہیں جنہوں نے مسلم امہ کو یہ دن دکھائے؟اور کون سی راہ ہے جس پر چل کر ملت اسلامیہ اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکتی ہے؟اس دور میں دینی ادب

میں یہ سوال کثرت کے ساتھ گردش کرنے لگا اور ہر اہم لکھنے والے نے اس سوال کو قابل اعتناء سمجھا۔ دلچسپ بات یہ کہ اکثر و بیشتر نے مسلم امہ کے زوال کا سبب دین سے دوری کو بتایا۔ اسلام کے سرچشمہ ہدایت کے مقابلے میں مسلمانوں نے جاہلی اثرات کو اپنی روزمرہ زندگی میں جگہ دی جس کی وجہ سے مسلم امہ روبہ زوال ہوئی۔ اس بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کا احیاء ہی ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کا واحد حل ہے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں اور دنیوی ترقی کا راز بھی دینی ترویج میں مضمر ہے۔

اسلام اور مغربی تہذیب Islam and western Civilization

اسلام اور مغربی تہذیب کے تعلق کی بحث بھی انیسویں صدی میں سامنے آئی کیونکہ نوآبادیاتی نظام کا مطلب ہی اغیار کا تسلط ہے اور تسلط نوآبادیات پر غالب آنے کا نام ہے، یہ غلبہ ذہنی، قلبی، نفسیاتی اور شعوری ہوتا ہے۔ لوگوں نے مغربی تہذیب کو قبول کرنے میں اپنے لیے راہ نجات تلاش کی، سماجی و معاشرتی، ثقافتی و تمدنی اور تعلیمی امور میں بڑی تیزی کے ساتھ وکٹورین تہذیب و ثقافت نے اپنی داغ بیل ڈال دی، بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ اس تقلید کو اپنے لیے باعث فخر سمجھنے لگا۔ اکبر الٰہ آبادی (1846-1921ء) نے اس پر ٹوکا مگر مغرب کی برتری کا احساس جلد جڑیں پکڑنے لگا۔ لہٰذا اس دور میں اسلام اور مغربی تہذیب دو متبادل نظاموں کے طور پر سامنے آئے اس پر بہت لے دے ہوئی، نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی اخلاقی میزان کو سامنے رکھ کر مغرب کی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھایا جائے مگر مقاصد زندگی، اصول زندگی اور قانون حیات اسلام سے ہی لیے جائیں۔

اشتراکیت Communism

اشتراکیت [46] تب موضوع سخن بنی جب روس میں اشتراکی انقلاب نے سر اٹھایا۔ برصغیر پاک و ہند میں یہ بحث تب دلچسپ شکل اختیار کر گئی جب اس میں اسلام اور مذہب و سائنس والی بحث کا عکس نظر آنے لگا۔ کیوں کہ یہاں بھی اسی طرح دو طبقات سامنے آئے ایک اشتراکیت اور سوشلزم [47] کو اسلام کا عکس کہنے لگا اور دوسرا سرے سے اس کو اسلام کا ضد سمجھتا تھا اور تیسرا طبقہ اسلامی سوشلزم اور غیر اسلامی سوشلزم کا قائل ہو گیا۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے کھلے بندوں سوشلزم کی تبلیغ شروع کر دی تو نوجوان نسل اس سے متاثر ہوئی۔ سوشلزم کے اسلام سے متصادم ہونے والے علماء نے اسلامی کی معاشی فکر میں سے زکوۃ، سود اور قانون وراثت پر خصوصی بحث کی اور اسلام کا سوشلزم اور سرمایہ داری کے نظام سے مختلف ہونا واضح کیا۔ جس گروہ نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ سوشلزم اسلام ہی کی ایک شکل ہے ان میں ابوالکلام آزاد، مولانا مودودی، حفظ الرحمن سیوہاروی (1901-1962) اور مسعود عالم ندوی (1910-1954) وغیرہ شامل ہیں۔ [48]

اور اسلامی سوشلزم اور غیر اسلامی سوشلزم، اسلامی کمیونزم اور غیر اسلامی کمیونزم کا نعرہ لگانے والوں میں عنایت اللہ مشرقی (1888-1963ء) کا نام لیا جاتا ہے۔ [49]

اس عہد کے یہ موضوعات بعد کی سیاسی اور تہذیبی ترقی میں سنگ میل ثابت ہوئے۔ تحریک پاکستان نے جس بنیاد پر ترقی حاصل کی وہ بھی یہی تھی کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی ضروریات کی تکمیل کے لیے مددومعاون ہے۔ معاشرت، معیشت، سیاست سب شعبہ ہائے زندگی کی راہنمائی اسلام کی تعلیمات میں موجود ہے۔ انیسویں صدی کا آخر اور بیسویں صدی کے ربع اول میں مغرب کی سیاسی اور علمی تحاریک برصغیر میں مقبول ہو چکی تھیں۔ یہاں انگریزی شعراء بہت مقبول ہوئے جن کے سبب آزادی اور سوسائٹی کی نئی تشکیل کی لگن پیدا ہوئی۔ تنقیدی لحاظ سے شعراء کا امریکی جنگ آزادی، انقلاب فرانس اور معاشرے کی نئی تعمیر سے نوجوانوں کا علمی تعلق انقلاب کا پیغام بن کے آیا۔ ان شعراء کے وسیلے سے ہماری نوجوان نسل فرانسیسی مفکرین، روسو، ژاں ژاکس (Rousseau , Jean Jacques (1712-1778 [50]، والٹیئر Voltaire (1694-1778) [51]، اور ہوبز تھامس Hobbes Thomas [52] (1588-1679) کے انقلابی خیالات سے بھی روشناس ہوئی۔

جنگ آزادی 1857ء Jung of Liberty

1857ء بجا طور پر برصغیر میں اہم سیاسی موڑ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کے تہذیبی اثرات بھی کچھ کم نہیں ہیں۔اس سیاسی اور تہذیبی تبدیلی نے مسلمانوں کو براہ راست متاثر کیا۔اس کے علاوہ عیسائی مشنریز جو اس سانحے سے پہلے ہی یہاں وارد ہو چکی تھیں اس واقعے کے بعد ان کے حوصلے اور بلند ہو گئے، وہ نہ صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کو نشانہ تنقید بنا رہی تھیں بلکہ تعلیم، زبان اور ادب سب کو متاثر کر رہی تھیں۔یہی وہ دور ہے جب سر سید احمد خان اور ان کے رفقاء نے قرطاس و قلم کا میدان سنبھالا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کو ہدف تنقید بنانے والوں کو جواب دیا۔ سر سید احمد خان(1817-1998ء)، مولوی چراغ علی(1844-1895ء)، سید امیر علی(1849-1928ء) اور ابوالکلام آزاد(1958-1888) نے عیسائیت کے حملوں کا جواب دیا اور یہیں سے سیرت نگاری میں مختلف رجحانات نمایاں ہوئے۔1757ء میں مسلمانوں کا جو تنزل شروع ہوا وہ 1857ء میں انتہا کو پہنچ گیا۔ سیاسی انقلاب کے علاوہ جو انحطاط اور تنزل مسلمانوں کی تمدنی اور اقتصادی زندگی میں رونما ہوا وہ اس سے بھی زیادہ تھا۔اقتصادی اور ذہنی پستی کی اصلاح کے لیے ضروری تھا کہ مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کریں۔ لیکن اس کے لیے ضروری تھا کہ ایک ایسی زبان تیار ہو جو فارسی کی جگہ لے سکے کیونکہ اب تک مسلمانوں کی زبان فارسی تھی۔ نیز اب یہ ضروری تھا کہ ایک ایسا لٹریچر وجود میں آئے جو مسلمانوں کی زبوں حالی کی تصویر کشی کر سکے۔ایک نئی نثر رائج ہو جو زور انشاء دکھانے کے لیے نہیں بلکہ روزمرہ کے واقعات بیان کرنے کے کام آئے۔اور تحریک علی گڑھ نے یہ محاذ سنبھال لیا، سر سید کی تعلیمی اصلاح کا زمانہ اردو ادب کا بھی عہد زریں ہے۔[53]

اس کارواں کے روح رواں، دست راست اور سر خیل سر سید ہیں بایں وجہ ان کے مختصر تعارف کے بعد ان کی شاہکار اور معرکۃ الآراء تصنیف خطبات احمدیہ پر سیاسی اثرات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

سر سید احمد خان کا تعارف Introduction of Sayed Ahmed Khan

سر سید نے 1839ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت اختیار کی لیکن دہلی دربار سے بھی وابستہ رہے۔1857ء میں انہوں نے برطانیہ کے ساتھ پوری وفاداری نبھائی۔اس موضوع پر ان کی تین تصانیف ہیں۔ تاریخ بجنور (1858ء) اسباب بغاوت ہند (1858ء) اور لائل محمڈنز آف انڈیا (1860ء)۔ان سیاسی مسائل کے علاوہ جن سے انہیں 1859ء میں دوچار ہونا پڑا، مغربی تہذیب کو جانچنے اور پرکھنے کا دینی و فکری مسئلہ بھی انہیں درپیش تھا اور دینی مسائل سے متعلق وہ عقلی مسائل بھی تھے جو نئی سائنسی معلومات کی وجہ سے سامنے آرہے تھے۔[54]

خطبات احمدیہ کی خصوصیات اور سیاسی اثرات کا جائزہ

An examination of the characteristics and political implications of the Khutbat e Ahmadiyya

اس کتاب کی خوبی اور جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے اس کی حقیقت جب تک اصل کتاب کو نہ دیکھا جائے ہر گز معلوم نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً اردو خطبات جو سر سید نے انگلستان سے آنے کے بعد لکھی ہے انگریزی کتاب کی بہ نسبت زیادہ وسیع معانی کی حامل ہے، جس سے مصنف کی محنت و لیاقت اور اسلام سے محبت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ نیز جب سر سید نے خطبات احمدیہ لکھی اس وقت مذہبی تحقیقات کے متعلق ان میں وہ آزاد خیالی پیدا نہیں ہوئی تھی جیسی تفسیر القرآن میں دیکھی جا سکتی ہے۔خطبات احمدیہ میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں سر سید نے اسلام کے اصول متعارفہ کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ مثلاً واقعہ معراج کے مضمون کو رویا پر محمول کیا ہے ، شق صدر اور براق کی سواری کو بھی اسی قبیل میں شامل کیا ہے ۔البتہ سر سید نے ان روایات کی جن کی بناء پر سر ولیم میور William Muir نے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ پر اعتراضات وارد کیے تھے نہایت مدلل انداز میں تردید کی ہے۔ ولیم میور[55](1819ء-1905ء) نے جب خطبات احمدیہ کو پہلی بار دیکھا تو اس نے کہا۔

I have not objected to Syed Ahmed's Islam, but I have objected to the Islam which is followed by Muslims all over the world.

میں نے سید احمد کے اسلام پر اعتراض نہیں کیے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کیے ہیں جس کو تمام دنیا کے مسلمان مانتے چلے آتے ہیں۔

یہاں خطبات احمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ ﷺ میں سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ اقتباس سر سید احمد خان کے الخطبۃ الحادی عشر فی حقیقۃشق الصدر و ماہیئۃ المعراج میں بیان کردہ نظریات وافکار پر روشنی ڈالتا ہے۔

قرآن مجید کی رو سے ہم کو شرح صدر پر جس کو آخر کار لوگ شق صدر کہنے لگے اور نفس معراج کی صحت و صداقت پر بغیر شبہ کے ایمان لانا چاہیے۔ لیکن وہ حدیثیں اور روایتیں جو شق صدر اور معراج سے تعلق رکھتی ہیں وہ باہم اس قدر مختلف اور متعارض و متناقض ہیں کہ کوئی بھی قابل اعتبار نہیں ہے اور ان کی صحت کی کافی سندیں بھی نہیں ہیں۔[56]

مذکورہ بالا موٴقف اپنانے کے بعد سر سید از خود اس کی صراحت کرتے ہیں اور وضاحت میں لکھتے ہیں کہ

عیسائی مصنف ایک بڑی غلطی میں پڑے ہیں اور اپنی کتابوں تورات و انجیل کے ان مقاموں کو جن میں تاریخی واقعات بیان ہوئے ہیں بمنزلہ وحی الٰہی یعنی کلام الٰہی کے سمجھتے ہیں اور ان سب کو ہر طرح کی غلطی اور خطا سے پاک سمجھتے ہیں حالانکہ ان میں بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ مسلمان بھی اپنی حدیثوں اور روایتوں کو ایسا ہی بے نقص اور صحیح سمجھتے ہوں گے اور اس خیال خام سے انہوں نے مسلمانوں کی تمام حدیثوں اور روایتوں کو نا قابل خطا تصور کر کے اسلام پر نہایت سخت طعن و تشنیع کی ہے لیکن وہ بڑی غلطی میں پڑے ہیں کیونکہ ہشامی، واقدی، دارمی اور شرح السنہ کی روایتیں صحت سے بہت دور ہیں۔ محققین علمائے اسلام ان کو محض نا قابل اعتبار سمجھتے ہیں اور بیہودہ افسانے جو محض جہلا کے خوش کرنے کے قابل ہیں خیال کرتے ہیں۔[57]

علاوہ ازیں سر سید نے شق صدر کی روایت جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اصح الکتب بعد القرآن کے بعد دوسرے نمبر پر یعنی الصحیح المسلم میں موجود ہے۔ اس کا بھی یک گونہ اقرار کر کے چار وجوہ سے اس کو باطل قرار دے دیا۔ اور واقعہ معراج کے ضمن میں لکھا کہ معراج کے تمام واقعات جو کچھ کہ ہوں بطور رؤیا کے آنحضرت ﷺ پر منکشف ہوئے تھے پس جو بیان شق صدر کا اس روایت میں ہے وہ بھی رؤیا سے متعلق ہے۔[58]

مگر ہم ان عیسائی مصنفین کا شکر ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے انصافانہ تسلیم کیا ہے آنحضرت ﷺ ہمیشہ اس واقعے کو خواب کا واقعہ بیان کرتے تھے اور انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ راویوں نے جو زیادتیاں اس میں بیان کر دی ہیں ان سے بانی اسلام پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اکتوبر کے کواٹرلے ریویو 254 میں ایک عیسائی مصنف نے یہ رائے لکھی ہے کہ جو کچھ ہم کو اس مقام پر بیان کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اپنے بعض سر گرم پیرؤں کا ذمہ دار نہیں قرار دینا چاہیے جب کہ انہوں نے اس خواب کو ایک مہمل اور لایعنی چیز کے سارے ھ بدل دیا۔[59]

خطبات احمدیہ جہاں منفرد خصوصیات کی حامل ہے۔ وہاں بعض باتیں مصنف کے حوالے سے اور بعض کتاب کے حوالے سے جمہور علماء کی آراء سے مختلف ہیں بلکہ کسی حد تک قابل اعتراض بھی ہیں۔ مصنف نے اپنے مد مقابل ولیم میور William Muir کے بارے میں کسی مرحلے پر معاندانہ، مناظرانہ اور طنز آمیز لب ولہجہ اختیار نہیں کیا لیکن مقام تعجب ہے کہ جہاں اپنے اسلاف پر تنقید کی وہاں شائستگی کو بھی خیر باد کہہ دیا۔[60]

مثلاً امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ (810ء-870ء) کے بارے میں لکھتے ہیں۔

محمد بن اسماعیل بخاری مسلمانوں میں بہت بڑا عالم اور مقدس مصنف ہے۔ایک کتاب اس کی صحیح بخاری [61] ہے جو بلحاظ اس حیثیت سے جس حیثیت سے وہ تصنیف ہوئی نہایت معتبر اور مستند خیال کی جاتی ہے گو کہ دوسری حیثیت سے وہ ایسی نہ ہو۔دوسری کتاب اس کی تاریخ بخاری ہے جو کچھ بھی قدر کے لائق نہیں ہے۔ [62]

سیرت کی معروف کتاب مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مصنف مواہب لدنیہ(1448ء-1517ء) [63] نے سب سے زیادہ نادانی کی ہے کہ ان مختلف روایتوں کو دیکھ کر بعوض ان کے ان کو نامعتبر ٹھہراتا، یہ تسلیم کیاہے کہ شق صدر کا واقعہ پانچ مرتبہ پیش آیا۔ہمعصر علماء کے بارے میں بھی کئی مقامات پر غیر شائستہ زبان استعمال کی گئی ہے۔مثلاً محمد میاں صدیقی نے فکر و نظر میں اپنے مضمون اردو زبان میں چند اہم کتب سیرت میں لکھا کہ سرسید احمد خان مولوی زین العابدین کے متعلق لکھتے ہیں۔

بعض احباب نالائق مولوی زین العابدین نے میرا ارادہ درباب تحریر جواب کتاب ولیم میور صاحب جو نسبت آنحضرت ﷺ لکھی ہے، سست کر دیاہے اور بر وقت روانگی سامان اور چندہ کرنے نہیں دیا۔ [64] انتہائی تحقیق کے باوجود خطبات احمدیہ اہل علم کی نظر میں ایک متنازعہ کتاب قرار پائی۔اگر یہ کہا جائے کہ اردو میں سیرت رسول ﷺ پر لکھی جانے والی تمام کتب میں سب سے زیادہ ہدف تنقید ٹھہرائی جانے والی کتاب خطبات احمدیہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ولیم میور نے اسلام اور نبی ﷺ کی ذات اقدس پر جو اعتراضات کیے سرسید ان واقعات کی حقیقت سے ہی منحرف ہو گئے۔ولیم میور نے جسمانی معراج کا انکار کیا تو سرسید بجائے اس کے کہ یہ ثابت کرتے کہ ایسا ممکن ہے سرے سے ان روایات کا ہی انکار کر دیا جن سے اس کا ثبوت ملتا تھا۔حالانکہ ایک صدی گزرنے کے بعد سائنسی تحقیقات اس منزل پر پہنچ چکی ہیں کہ جو طبقہ کل تک ایسی باتوں کا انکار کرتا تھا اب ان کا معترف نظر آتا ہے۔ [65]

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پیش آنے والے بعض خلاف عادت واقعات کو معجزہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ دوسروں کے لیے ایسا ممکن نہیں وہ اس سے عاجز ہیں۔معجزہ حقیقت میں معرفت نبوت کا ایک ذریعہ ہے اسے عقل کی ترازو میں کیسے تولا جا سکتا ہے۔نبوت ورسالت کی حدود وہاں سے شروع ہوتی ہیں جہاں انسانی عقل کی رسائی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے حواس،ادراک وشعور عاجز و ماندہ ہو جاتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نبوت ورسالت سے پہلے شق صدر کا واقعہ پیش آیا،محدثین کا اس بارے میں تو اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کتنی بار پیش آیا لیکن جمہور علماء اس کے وقوع کے منکر نہیں ہیں،لیکن سرسید نے اس کے وقوع کا ہی انکار کر دیا۔اور اس انکار کی بنیادی وجہ عقل میں نہ آنا ہے۔انہوں نے شق صدر کو شرح صدر سے تعبیر کیا جو بڑا عجیب سا موقف ہے۔تیرہ صدیوں تک علماء شق صدر اور شرح صدر میں فرق نہیں کر سکے،یہ کیسے ممکن ہے؟شق صدر کی روایات کو مسلم(822ء-875ء)،ابوداؤد طیالسی(751ء-819ء)،احمد بن حنبل(780ء-855ء)،زرقانی،بیہقی(994ء-1066ء)،طبرانی،عسقلانی(1372ء-1449ء)،ابن سعد(784ء-845ء)،ابن ہشام(833ء)اور سیوطی(1445ء-1505ء)نے اپنی اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔اس کے بعد سرسید کا یہ کہنا کہ یہ سب بیکار کی باتیں اور بیہودہ افسانے ہیں نہ صرف یہ کہ بے دلیل بات ہے بلکہ غیر شائستہ انداز فکر و تحریر ہے۔علمی طور پر سرسید کے قد و قامت کو ان مذکورہ بالا افراد میں سے کسی ایک کے برابر بھی قرار نہیں دیا جا سکتا چہ جائیکہ ان سب کی معتبر اور معتمد روایات پر سرسید کی بے دلیل بات کو ترجیح دی جائے۔ [66]

کتب احادیث کے بارے میں لکھنا کہ دو برس بعد حدیث شروع ہوئی بڑی بچگانہ سی بات ہے۔مولانا محمد اسماعیل ندوی نے اس ضمن میں اپنی رائے کا اظہار یوں کیا ہے۔

سرسید میں دو بڑی خامیاں بھی تھیں جس نے ان کے پورے علم الکلام اور اسلامی لٹریچر کی دینی و علمی قدر و قیمت میں بہت کمی پیدا کر دی۔ایک تو اسلامی علوم میں ان کی بے بضاعتی اور قلت مطالعہ اور دوسری یہ کہ مغربی علوم سے ان کی براہ راست ناواقفیت اور سنی سنائی باتوں پر اعتماد اور بھروسہ،اس کا نتیجہ یہ ہوا انہوں نے مستشرقین کے مدمقابل جو دلیلیں دیں وہ درجہ اعتبار سے اتنی پلپلی ثابت ہوئیں کہ

موجودہ زمانے میں اہل نظر انہیں دیکھ کر ہنس پڑیں۔ مثلاً تدوین حدیث کے بارے میں یہ لکھنا کہ امام بخاری کے دور تک عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں ہوا تھا۔ لہذا کتابت حدیث کا باقاعدہ آغاز دوسری صدی ہجری کے بعد ہوا۔[67]

یہ کہنا تو شاید مبالغہ ہو کہ سر سید احمد خان نے اپنی کتاب کی بنیاد سنی سنائی باتوں پر رکھی اور ان پر اعتماد کیا، البتہ اگر انتہائی محتاط طریقے سے بھی بات کی جائے تو یہ کہنا حقیقت کے خلاف نہیں ہو گا کہ ولیم میور اور دیگر مستشرقین کے مقابلے میں ان کا رویہ معذرت خواہانہ ہے۔

سر سید احمد خان کی خطبات احمدیہ کے حسن و قبح میں ان کے تجدد پسندانہ نظریات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ برصغیر پاک و ہند میں سر سید احمد خان نے تجدد کی بنیاد رکھی۔ خطبات احمدیہ میں جو مدافعانہ، معذرت خواہانہ اور مرعوبانہ رویہ کا اظہار ہوتا ہے وہ ان کی تجدد پسندی کا مظہر ہے۔ سر سید احمد خان کی تجدد پسندی صرف سیرت ہی میں نہیں بلکہ قرآن و تفسیر، حدیث و تاریخ اور سیاست و معاشرت میں بھی نمایاں ہے۔ خطبات احمدیہ کو سیرت نگاری میں تجدد پسندی کی رجحان ساز سیرت کہا جاسکتا ہے۔

انتہائی تحقیق کے باوجود خطبات احمدیہ اہل علم کی نظر میں ایک متنازعہ کتاب قرار پائی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اردو میں سیرت رسول ﷺ پر لکھی جانے والی تمام کتب میں سب سے زیادہ ہدف تنقید ٹھہرائی جانے والی کتاب خطبات احمدیہ ہے تو بے جانہ ہو گا۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ولیم میور نے اسلام اور نبی ﷺ کی ذات اقدس پر جو اعتراضات کیے سر سید ان واقعات کی حقیقت سے ہی منحرف ہو گئے۔ ولیم میور نے جسمانی معراج کا انکار کیا تو سر سید بجائے اس کے کہ یہ ثابت کرتے کہ ایسا ممکن ہے سرے سے ان روایات کا ہی انکار کر دیا جن سے اس کا ثبوت ملتا تھا۔ حالانکہ ایک صدی گزرنے کے بعد سائنسی تحقیقات اس منزل پر پہنچ چکی ہیں کہ جو طبقہ کل تک ایسی باتوں کا انکار کرتا تھا اب ان کا معترف نظر آتا۔ انبیاء کے ساتھ پیش آنے والے بعض خلاف عادت واقعات کو معجزہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ دوسروں کے لیے ایسا ممکن نہیں وہ اس سے عاجز ہیں۔ معجزہ حقیقت میں معرفت نبوت کا ایک ذریعہ ہے اسے عقل کی ترازو میں کیسے تولا جاسکتا ہے۔ نبوت و رسالت کی حدود وہاں سے شروع ہوتی ہیں جہاں انسانی عقل کی رسائی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے حواس، ادراک و شعور عاجز و ماندہ ہو جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نبوت و رسالت سے پہلے شق صدر کا واقعہ پیش آیا، محدثین کا اس بارے میں تو اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کتنی بار پیش آیا لیکن جمہور علماء اس کے وقوع کے منکر نہیں ہیں، لیکن سر سید نے اس کے وقوع کا ہی انکار کر دیا۔ اور اس انکار کی بنیادی وجہ عقل میں نہ آنا ہے۔ انہوں نے شق صدر کو شرح صدر سے تعبیر کیا جو بڑا عجیب سا موقف ہے۔ تیرہ صدیوں تک علماء شق صدر اور شرح صدر میں فرق ہی نہیں کر سکے، یہ کیسے ممکن ہے؟

خطبات احمدیہ کے علاوہ سر سید احمد خان کا ایک قدیم ترین نایاب مضمون جلاء القلوب بذکر المحبوب ﷺ ہے جسے آپ نے 1842ء میں آنحضرت ﷺ کی ایک مختصر سوانح عمری کی صورت میں پیش کیا۔ لیکن اس سوانح عمری پر خود ہی 1878ء میں ریویو لکھ کر کسی حد تک اس کی نفی کر دی کیونکہ برصغیر کی سیاسی صورت حال نے آپ کے خیالات میں جو تغیر پیدا کیا وہ انقلاب کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس انقلاب کی ایک جھلک جلاء القلوب بذکر المحبوب ﷺ سے ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ سر سید آنحضرت ﷺ کی ولادت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

جس رات آنحضرت ﷺ نے ظہور فرمایا انوار الٰہی ظاہر ہوئے اور کسریٰ کہ کافروں میں بہت بڑا عظیم الشان بادشاہ تھا اور ہزاروں برس سے اس کے گھر میں بادشاہی چلی آرہی تھی اس کا محل لرز گیا اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔ اور فارس کا آتش کدہ کہ ہزار برس سے اس میں آگ جل رہی تھی اور فارس کے آتش پرست اس کو پوجا کرتے تھے دفعتاً بجھ گئی اور ساوہ کے چشمہ میں ایک بوند پانی نہ رہا۔[68]

اس اقتباس سے بخوبی دیکھا جاسکتا ہے کہ سر سید حضور ﷺ سے اظہار عقیدت میں کس درجہ وارفتگی اور فرزانگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں لیکن صرف چند برسوں میں آپکی سوچ اور خیالات و تصورات نے وہ پلٹا کھایا کہ ریویو جلاء القلوب بذکر المحبوب ﷺ میں لکھتے دکھائی دیے۔

اس زمانے میں تو اس (جلاء القلوب بذکر المحبوب ﷺ) رسالے کے لکھنے پر بڑا فخر تھا مگر اب اس کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔[69]
اسی جلاء القلوب بذکر المحبوب کے ریویو میں مزید ذہنی پختگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس رسالہ میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو حال کے یقین کے بالکل خلاف ہیں۔ آنحضرت ﷺ بلا شبہ شفیع امت ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے وہ راہ بتائی ہے جس پر چلنے سے نجات ہوتی ہے مگر یہ سمجھنا کہ قیامت میں گناہ بخشوالیں گے یہ تو بالکل عیسائیوں کے مسئلہ کے مطابق ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ عیسی مسیح تمام امت کے گناہوں کے بدلے میں فدیہ ہو گئے۔[70]

بایں ہمہ انہوں نے تثلیث (Tried)[71] کے منکر عیسائی مؤحدوں کی تحریروں کے مطالعہ کی طرف بھی توجہ کی اور معتزلہ کے انداز میں عقلی متکلمانہ اصول کے تحت اسلام کی از سر نو صحیح اور واضح سمت متعین کرنے کی کوشش کی، جس کے تحت وہ میسیحیت کی بھی مدح سرائی کرنے لگے۔ اس طرح ان کی تمام ذہنی اور دماغی طاقت سائنس اور مذہب کے مابین تنازعہ کو سلجھانے کی کوشش میں مصروف تھی اور نوجوان مسلم طبقہ کو متوجہ کرنے کے لیے وہ دونوں کی بہترین صفات میں ہم آہنگی اور یک رنگی پیدا کرنے میں کوشاں رہے۔[72]
معجزات انبیاء اور نبی آخر الزمان ﷺ کے ضمن میں سر سید احمد خان اپنے مقالات کے حصہ سیزدہم میں یوں رقمطراز ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے پاس جو افضل الانبیاء والرسل ہیں معجزہ نہ ہونے کے بیان سے معجزہ نہ ہونے کے بیان سے ضمناً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین کے پاس بھی کوئی معجزہ نہیں تھا اور جن واقعات کو لوگ معجزہ سمجھتے تھے در حقیقت وہ معجزات نہ تھے بلکہ واقعات تھے جو مطابق قانون قدرت کے واقع ہوئے تھے۔[73]

سیاست اور معاشرہ باہم لازم و ملزوم ہوتا ہے اور سیاست براہ راست انسانی اخلاق اور سماج کو متاثر کرتی ہے۔ نو آبادیاتی نظام جب پوری طرح پنجے گاڑھ چکا تو اس کے ثمرات بھی سامنے آنے لگے۔ نو آبادیات میں طاقتور قومیں اپنے خاص تجارتی مقاصد کے حصول کے لیے کسی دوسرے علاقے پر جب اپنا تسلط قائم کر لیتی ہیں تو نہ صرف مقامی باشندوں کو اپنا محکوم بناتی ہیں بلکہ ان کی معیشت، ثقافت، زبان وادب اور معاشرے کی ہر چیز کو اپنے قبضے میں لے لیتی ہیں۔ نو آباد کار محکوم آبادی سے سیاسی، ذہنی اور ثقافتی اطاعت کا بھی تقاضہ کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا اثرات اسی نو آبادیاتی عہد کا شاخسانہ ہیں جو سر سید نے محسوس کیے اور نوک قلم تک لائے اس سارے ماحول کی تخلیق میں سب سے اہم کردار نو آبادیاتی حکومت اور طرز حکمرانی کا ہے جس کی سر خیل برٹش گورنمنٹ تھی جو تقریباً آدھ صدی برصغیر پاک وہند پر مسلط اور براجمان رہی۔ جس نے یہاں کے ثقافتی وتہذیبی، معاشی واقتصادی، سماجی ومعاشرتی، مذہبی ودینی ماحول کو متاثر کیا بالخصوص سیاسی ماحول پر دیرپا نقوش ثبت کیے۔

نتائج وسفارشات

انسان اور اس کا معاشرہ وقت کے ساتھ ہمیشہ ترقی کی راہ پر گامزن رہا ہے تاریخ اس کی گواہ ہے۔ برنارڈ لیوس کے مطابق دنیا کی تاریخ کے ہر دور میں بر سر اقتدار، تہذیب و تمدن اپنی جدیدیت کو اپنے محکوموں پر عائد کرتا ہے۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد مغربی تہذیب و تمدن بر سر اقتدار تہذیب و تمدن کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ اور تقریباً سو سال اپنی برتری عائد کرنے کی کشمکش میں مصروف رہا۔ ایک غلط فہمی ہے کہ نااہلی صرف لازمی بیماری ہے کہ صرف متاثرہ فرد تک محدود رہتی ہے حقیقتاً یہ متعدی مرض ہے جو نااہل شخص اپنے وجود سے اپنے ارد گرد پھیلاتا ہے اور اپنے تمام ہمنواؤں کو اس کا شکار بناتا ہے اور صاحبان لیاقت و صلاحیت اس متعدی جرم کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو سیاست کا شکار اور مورد الزام ٹھہرا دیا جاتا ہے۔

انیسویں صدی عیسوی برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے انتہائی زوال کی صدی ہے مگر ترقی اور بیداری کا نکتہ آغاز بھی۔ 1857ء جنگ آزادی میں مسلمانوں کی شکست کا آئینہ دار ہے مگر اس کے عواقب نے انہیں بیداری سے ہمکنار کیا۔ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلم حکومت کو شکست دے کر دیگر معاشرتی و حکومتی اداروں کے ساتھ ان کے نظام تعلیم کو بھی ختم کر دیا اور نیا نظام تعلیم تشکیل دیا جس کا ہدف یہ تھا کہ لوگ برائے نام اپنے ورلڈ ویو سے مرتبط رہ کر بھی مغرب کی فکر و تہذیب کے آگے سرنگوں ہو جائیں اور انگریز کی غلامی قبول کر لیں۔ مدرسہ دیوبند جامد مذہبیت کا مظہر بن گیا اور علی گڑھ مغربی فکر و تہذیب سے مرعوبیت اور اس کی نقالی کا سمبل بن گیا۔

جو لوگ اصلاح تعلیم کی خاطر اٹھیں ان کا لائحہ عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہ تعلیم میں مغربی فکر و عمل کو رد کریں اور اسلامی اصول و اقدار کو اپنائیں۔ تعلیمی ثنویت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور دیوبند اور علی گڑھ کے تعلیمی ماڈلوں کو رد کر کے ایک تیسرا متوازن ماڈل سامنے لائیں جس میں دینی اور دنیوی تعلیم ہم آہنگ ہو، جدید تعلیم اسلامی تناظر میں دی جائے۔ لیکن اس سارے نظام کو کتابی شکل میں ڈھالنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہو گا اس لیے ضروری ہے کہ ماڈل تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں۔ مسلمانوں کو من حیث المجموع یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ نظام تعلیم و تربیت کی اسلامی تشکیل نو کیے بغیر نہ افراد کا کردار بدلے گا اور نہ معاشرہ ترقی کرے گا۔ لہذا ہر مسلم ملک میں نظام تعلیم نہیں بدلتا وہ زوال کے گرداب سے نہیں نکل سکیں گے اور مسلم امہ کی نشاۃ ثانیہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔ آج بھی انگریز کا نظام تعلیم رائج ہے جو اس کی مسلم دشمن فکر اور اس کے استعماری عزائم کا مظہر اور آلہ کار تھا پاکستان بننے کے بعد بھی جاری و ساری ہے۔ نظام تعلیم کی اسلامائزیشن بھی اسی کا شاخسانہ ہے کہ مغربی تعلیم پر اسلام کی ملمع سازی کی ناکام کوشش کی جاتی رہی۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] -جبلت جو پیچیدہ کرداری رویے کو منظم کرتی اور انہیں مختلف حالات کا رد عمل دینے کے قابل بناتی ہے۔ ہر ایک نوع میں یہ رویے ارتقا کے عمل کے دوران فطری انتخاب کے ذریعے تشکیل پائے۔

Instinctele care reglează comportamentul complex al caracterului și le permit să răspundă la diferite situații. La fiecare specie aceste comportamente s-au format prin selecție naturală în timpul procesului de evoluție

[2] - نوآبادیات سے مراد ہے کسی کو کسی مقام پر بسانا، ہجرت کر کے کسی جگہ جانا اور اسے وطن بنانا، دوسرے ملک کو نوآبادی بنا کر اس سے تمتع حاصل کرنا۔ یا کسی طاقتور ملک کا اپنی سرحد سے باہر کسی دوسرے ملک کی حکومت کو ختم کر کے وہاں اپنی حکومت مستحکم کرنا اور مقامی لوگوں کے حقوق کا استحصال کر کے اپنی معیشت کو مضبوط کرنا نوآبادیات ہی کہلاتا ہے۔

Neopopulația se referă la așezarea pe cineva într-un loc, migrarea într-un loc și transformarea acestuia într-o patrie, colonizarea unei alte țări și bucurarea de ea. Sau o țară puternică care își stabilește propriul guvern prin desființarea guvernului altei țări în afara teritoriului său și întărirea economiei sale prin exploatarea drepturilor populației locale se numește neopopulație.

[3] - 1905ء میں بنگال کی تقسیم کا اعلان ہوا اور 1911ء میں یہ تقسیم دوبارہ منسوخ کر دی گئی۔

În 1905, a fost anunțată împărțirea Bengalului, iar în 1911 această împărțire a fost anulată din nou.

[4] ۔ - A.R Malik , A History of the Freedom Movement : being the story of Muslim Struggle for the Freedom of Hind – Pakistan , 1707-1947,Vol 3, Karachi , Pakistan Historical Society , 1961, P:381

. A.R. Malik, A History of the Freedom Movement: Being the Story of Muslim Luggle for the Freedom of Hind-Pakistan, 1707-1947, Vol. 3, Karachi, Pakistan Historical Society, 1961, P:381

[5] - اشتراکیت سماجی وسیاسی تنظیم کا ایک نظریہ جو بیسویں صدی میں دنیا کی سیاست کی اہم قوت بنا رہا۔

Comunismul O teorie a organizării socio-politice care a rămas o forță majoră în politica mondială în secolul al XX-lea.

[6] - جرمن فلسفی، انسانی تاریخ کے نہایت متاثر کن مفکرین میں سے ایک۔ جس نے اپنے پی ایچ ڈی کے تھیسس میں مارکس نے ہیگل کے فلسفہ سے انقلابی اور الحاد پرستانہ نتائج اخذ کیے۔

Filosof german, unul dintre cei mai influenți gânditori din istoria omenirii. În teza sa de doctorat, Marx a tras concluzii revoluționare și ateiste din filosofia lui Hegel.

[7] -سوشلسٹ ایسا نظام حکومت جو بنیادی ذرائع پیداوار اور تقسیم دولت پر ریاستی ملکیت اور کنڑول کا تقاضہ کرتا ہے۔

Socialist Un sistem de guvernare care necesită proprietatea statului și controlul mijloacelor primare de producție și distribuție a bogăției.

[8] - کمیونزم ایک سیاسی تحریک جس نے مزدور انقلاب کے ذریعے سرمایہ داری کو ختم کرنے اور ایک ایسا نظام قائم کرنے کی کوشش کی جس میں جائیداد افراد کی بجائے بحیثیت مجموعی عوام کی زیر ملکیت ہو۔

.Comunismul O mișcare politică care a căutat să desființeze capitalismul prin revoluția muncitorilor și să stabilească un sistem în care proprietatea să fie deținută de oameni ca întreg, mai degrabă decât de indivizi.

[9] - تحریک عدم تعاون ہی تحریک موالات کہلاتی ہے جس کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا کہ حکومت برطانیہ کے خاتمے کے لیے عدم تعاون کی جائے۔

Mișcarea de non-cooperare se numește mișcarea Mowalat, în baza căreia s-a decis să se facă non-cooperare pentru a pune capăt guvernului britanic.

10 - ہندوستانی قوم پرست راہنما جس نے ایک غیر متشدد انقلاب کے ذریعے ملک کی تحریک آزادی کی قیادت سنبھالی۔ وہ 2 اکتوبر 1869ء کو بھارتی ریاست گجرات میں پیدا ہوا اور یونیورسٹی کالج لندن سے قانون کی تعلیم حاصل کی۔

Lider naționalist indian care a condus mișcarea pentru libertate a țării printr-o revoluție non-violentă. S-a născut la 2 octombrie 1869 în statul indian Gujarat și a studiat dreptul la University College London.

11 - چوراچوری کے مقام پر عدم تعاون کی تحریک کے تحت ایک بپھرے ہوئے جلوس نے تھانے کو آگ لگا کر بائیس پولیس والے زندہ جلا دیے۔

La locul furtului de rumeguș, o procesiune furioasă sub mișcarea de necooperare a incendiat secția de poliție și a ars de vii 22 de polițiști.

12 - قریشی، اشتیاق حسین، برصغیر پاک وہند کی ملت اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی، 1968ء، صفحہ 360

Qureshi, Ishtiaq Hussain, Națiunea islamică din Pakistan și India, Universitatea din Karachi, Karachi, 1968, pagina 360

13 - سولہویں صدی عیسوی میں انگریز تجارت کی غرض سے ہندوستان آئے اور وقت کے ساتھ ساتھ حکومت بھی حاصل کر لی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے جنگ پلاسی مالیہ وصول کرنے کا ذریعہ بنی اور وہ دوسرے علاقوں بہار، اڑیسہ اور بنگال میں اور زیادہ مستحکم ہو گئی یوں آہستہ آہستہ ہندوستان برطانوی نو آبادیات میں تبدیل ہو گیا۔

În secolul al XVI-lea d.Hr., britanicii au venit în India pentru comerț și, în timp, au preluat guvernul.Pentru Compania Indiilor de Est, Jang Plassi a devenit o sursă de venituri și s-a stabilit mai mult în alte zone precum Bihar, Orissa și Bengal.India. transformată treptat într-o colonie britanică.

14 - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنہوں نے مسلم راج کو جاری رکھنے اور جنوبی ایشیا میں علمی فروغ کے لیے بہت کام کیا۔

Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi, care a muncit mult pentru continuarea stăpânirii musulmane și dezvoltarea cunoștințelor în Asia de Sud.

15 - انیسویں صدی کے ربع اول میں اصلاح دین اور جہاد کا علمبردار رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ سترہ برس کی عمر میں شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر شاہ عبد القادر سے فارسی اور عربی پڑھی۔

În primul sfert al secolului al XIX-lea, la Rai Bareilly s-a născut pionierul reformei religioase și al jihadului.La vârsta de șaptesprezece ani, a urmat slujba lui Shah Abdul Aziz și a studiat .persana și arabă de la Shah Abdul Qadir

16 - برصغیر کا ممتاز ماہر تعلیم، فقہ دان اور مصنف جس نے علی گڑھ میں محمڈن اینگلو اورینٹل (ایم۔اے۔او) کالج کی بنیاد رکھی۔

Eminent educator, jurist și scriitor al subcontinentului care a fondat Colegiul .Muhammadan Anglo-Oriental (MAO) din Aligarh

17 - عالمی جنگ جس میں یورپ کی طاقتوں کو روس، امریکہ، مشرق وسطی اور دیگر خطوں کے ساتھ الجھا دیا گیا۔

Un război mondial care a implicat puterile Europei cu Rusia, America, Orientul Mijlociu și alte regiuni

18 - شمالی ہندوستان، اترپردیش ریاست میں آگرہ کے قریب مشہور شہر جہاں 1875ء میں محمڈن اینگلو اورینٹل یونیورسٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ یونیورسٹی ایشیا میں مغربی تہذیب کے مطالعہ کے لیے مشہور ترین اداروں میں سے ایک ہے۔

Un oraș faimos lângă Agra în statul Uttar Pradesh, India de Nord, unde a fost fondată Universitatea Mohammedan Anglo-Oriental în 1875. Această universitate este una dintre cele mai renumite instituții pentru studiul civilizației occidentale din Asia.

19 - یہاں دیوبند سے مراد مدرسہ دیوبند کی فکر کے حامل افراد ہیں۔ دیوبند انڈیا کا ایک مشہور قصبہ ہے۔

Aici, Deoband se referă la persoanele interesate de Madrasa Deoband. Deoband este un oraș faimos din India.

20 - خدائی انسان کا پس منظر ہیومنزم (Humanism) کی تحریک ہے جس نے کلی اختیار کا مالک انسان کو قرار دیا۔

Fundalul Omului Divin este mișcarea Umanismului, care a declarat că omul este proprietarul întregii puteri

21 - مابعد الطبیعات فلسفے کی ایک شاخ ہے جس کا تعلق حقیقت مطلق کی نوعیت سے ہے۔ مابعد الطبیعات کو عموماً وجودیات اور مابعد الطبیعات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

Metafizica este o ramură a filosofiei care se ocupă de natura realității absolute. Metafizica este de obicei împărțită în ontologie și metafizică

22 - طبیعات سائنس کی ایک اہم شاخ ہے جس کا تعلق کائنات کے بنیادی اجزاء، ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے والی قوتوں اور ان قوتوں کے پیدا کردہ نتائج سے ہے۔

Fizica este o ramură importantă a științei care se ocupă cu componentele fundamentale ale universului, cu forțele care interacționează între ele și cu efectele pe care le produc aceste forțe.

[23] - Toynbee ,A.J, A Study of History ,Vol.8, London Oxford Press, 1954,Page No: 58
Toynbee, A. J., A Study of History, Vol. 8, London Oxford Press, 1954, p. 9: 58

[24] - عربی لفظ الحاد کا مطلب ایک طرف مڑنا ہے۔ ملحدیت کو لاادریت سے ممیز کیا جاتا ہے لیکن یہ ملحدیت ہی کی ایک صورت ہے۔
Cuvântul arab ateism înseamnă a întoarce la o parte.Ateismul se distinge de ateism, dar este o formă de ateism.

[25] -استعماریت۔ طاقتور ممالک یا افراد کا کمزور ممالک یا افراد پر کنٹرول حاصل کرنا یا اسے قائم رکھنا۔
Colonialism. Obținerea sau menținerea controlului de către țări sau persoane puternice asupra țărilor sau persoanelor mai slabe.

[26] -سید احمد خان، رسالہ اسباب بغاوت ہند، (مترجم: ڈاکٹر محمود حسین)، کراچی، 1955 ء، صفحہ 13
Syed Ahmad Khan, Risalah Asabb Subbada Hind, (Translator: Dr. Mahmood Hussain), Karachi, 1955, pagina 13

[27] - ـ Mushir ul Hassan , My Life A Fragment: A Autobiographical Sketch of Maulana Muhammad Ali, Manohar Pubsns; Dehli, 1 April 1999, Page:34
Mushir al-Hassan, Viața mea un fragment: o schiță autobiografică a lui Maulana Muhammad Ali, Manohar Pubisnis; Delhi, 1 aprilie 1999, pagina: 34

[28] - ایک مسلم سلطنت جس کا مرکز موجودہ ترکی میں تھا جس کی بنیاد تیرہویں صدی میں رکھی گئی اور بیسویں صدی کے اوائل میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔
Un imperiu musulman centrat în Turcia actuală, fondat în secolul al XIII-lea și care s-a încheiat la începutul secolului al XX-lea.

[29] - پہلی عالمی جنگ میں مرکزی طاقتوں کی جانب سے ترکی کی شمولیت کے باعث عرب علاقے ہاتھ سے نکل گئے اور یورپی طاقتوں کو اصل ترک علاقے کے دعویدار بننے کی تحریص ہوئی۔
Datorită implicării Turciei de către Puterile Centrale în Primul Război Mondial, teritoriile arabe au fost pierdute, iar puterile europene au încercat să revendice teritoriul original turcesc.

[30] ـ-The Board of Editors , 1957. Chairman Mahmud Husain, A History of the Freedom Movement : Being the Story of the Muslim Struggle for the Freedom of Hind ـ Pakistan Karachi Pakistan Historical Society , 1707- 1947. January 1, 1960, Page: 412
. . Consiliul de redacție, 1957. Președinte Mahmud Husain, O istorie a mișcării pentru libertate: Fiind povestea luptei musulmane pentru libertatea lui Hind. Pakistan Karachi Pakistan Historical Society, 1707-1947. 1 ianuarie 1960, pagina: 412

[31] - برطانیہ عظمی اور شمالی آئرلینڈ کی متحدہ بادشاہت (یو۔کے) کو دیا گیا نام۔ اس میں سابقہ عمل داریاں، نوآبادیاں اور دنیا بھر میں دیگر علاقے بھی شامل تھے جو 1500ء سے لے کر بیسویں صدی کے وسط تک خود کو تاج برطانیہ سے منسوب کرتے رہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں سلطنت برطانیہ میں دنیا کے رقبے کا بیس فیصد اور چالیس کروڑ لوگ شامل تھے برطانوی نوآبادیوں میں بڑھتی ہوئی قوم پرستی نے آہستہ آہستہ سلطنت کی طاقت توڑ دی۔ یوں برطانیہ اپنی سابقہ نوآبادیوں کو آزادی دینے پر مجبور ہو گیا جن میں ہندوستان بھی شامل ہے۔
Numele dat Regatului Unit al Marii Britanii și Irlandei de Nord (Marea Britanie). Include, de asemenea, foste feude, colonii și alte teritorii din întreaga lume care s-au declarat parte a Coroanei Britanice din anii 1500 până la mijlocul secolului al XX-lea. face La începutul secolului al XX-lea, Imperiul Britanic cuprindea douăzeci la sută din suprafața pământului mondial și patruzeci de milioane de oameni. Astfel, Marea Britanie a fost nevoită să acorde independența fostelor sale colonii, inclusiv Indiei.

[32] - سماجی یا سیاسی نظام میں ملک کی آبادی کے کافی بڑے حصے کی لائی ہوئی جبری، ہمہ گیر اور اکثر متشدد تبدیلی۔ انقلاب کسی منحرف گروپ کی اختیار کردہ انتہائی درجے کی سیاسی راہ ہے۔
schimbare forțată, larg răspândită și adesea violentă într-un sistem social sau politic, determinată de o parte substanțială a populației unei țări. O revoluție este un curs politic extrem luat de un grup dizident

[33] - سماجی یا سیاسی نظام میں ملک کی آبادی کے کافی بڑے حصے کی لائی ہوئی جبری، ہمہ گیر اور اکثر متشدد تبدیلی۔ انقلاب کسی منحرف گروپ کی اختیار کردہ انتہائی درجے کی سیاسی راہ ہے۔

. O schimbare forțată, larg răspândită și adesea violentă într-un sistem social sau politic, determinată de o parte substanțială a populației unei țări. O revoluție este un curs politic extrem luat de un grup dizident

34 - ملکیت زمین کی ایک صورت جو مسلمانوں کے دور حکومت میں ہندوستان میں رونما ہوئی اس میں جاگیر کی آمدنی کی وصولی اور اس پر حکومت کرنے کا اختیار ریاست کے ایک افسر کو سونپا جاتا تھا۔

.O formă de teren proprietate care a apărut în India în timpul stăpânirii musulmane a fost una în care autoritatea de a colecta și administra veniturile din jagir era conferită unui ofițer al statului.

35 - اٹھارہویں صدی کے برطانیہ میں جسمانی محنت کے بجائے مشینوں کا وسیع پیمانے پر استعمال۔ صنعتی انقلاب کئی اساسی، باہم مربوط تبدیلیوں کا نتیجہ تھا جنہوں نے زرعی معیشتوں کو صنعتی معیشتوں میں بدل دیا۔

Utilizarea pe scară largă a mașinilor în locul muncii fizice în Marea Britanie din secolul al XVIII-lea. Revoluția industrială a fost rezultatul mai multor schimbări fundamentale, interconectate, care au transformat economiile agricole în economii industriale.

35 - ماہ اکتوبر میں دوسرے انقلاب نے دنیا کی پہلی کمیونسٹ ریاست تخلیق کی۔ ان انقلابات میں ملک کے مزدوروں، کسانوں کی جانب سے شورشوں کا ایک سلسلہ شامل تھا۔

În luna octombrie, a doua revoluție a creat primul stat comunist din lume, aceste revoluții au inclus o serie de revolte ale muncitorilor și fermierilor țării.

36 - فسطائیت۔ جدید سیاسی نظریہ جو قومی یگانگت یا نسلی احساس شناخت کے احساس کو تقویت دینے کے ذریعے ملک کی سماجی، معاشی اور ثقافتی زندگی میں نئی جان ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

Fascismul. O ideologie politică modernă care urmărește să revitalizeze viața socială, economică și culturală a unei țări prin întărirea sentimentului de unitate națională sau de identitate etnică.

37 - 1875ء میں سوامی دیانند سرسوتی کا قائم کردہ ہندو مذہبی فرقہ، جس کے تحت تمام ہندوؤں پر زور دیا گیا کہ ویدوں سے رجوع کریں اور دنیا میں ان کی تبلیغ کریں۔

O sectă religioasă hindusă fondată de Swami Dayananda Saraswati în 1875, care i-a îndemnat pe toți hindușii să apeleze la Vede și să le predice lumii.

38 - شدھی تحریک 1923ء میں شردھانند نے مسلمان ملکانہ راجپوتوں کو دوبارہ ہندو بنانے کے لیے شروع کی۔

Mișcarea Shaddhi a fost începută în 1923 de Shradhananda pentru a rehinduiza Rajputii regali musulmani.

39 - قریشی، اشتیاق حسین، برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی، 1999ء، صفحہ 324

Qureshi, Ishtiaq Hussain, The Islamic Nation of Pakistan and the Indian Subcontinent, Universitatea din Karachi, Karachi, 1999, pagina 324

40 - برصغیر کا مشہور مؤرخ، مصنف اور شاعر، اعظم گڑھ، یوپی کے نواحی قصبے بندول میں پیدا ہوا۔ اعظم گڑھ میں دار المصنفین کا قیام اہم کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی، سیرت النبی ﷺ لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

Celebrul istoric, scriitor și poet al subcontinentului s-a născut în Bandol, un oraș de la periferia orașului Azamgarh, UP. În afară de aceasta, el a pus bazele lui Nidwat Ulama, a scris biografia Profetului (pacea fie asupra lui), care este exemplul lui.

41 - علامہ شبلی نعمانی، الکلام، مطبع معارف، اعظم گڑھ، 1922ء، صفحہ 178

Allama Shibli Nomani, Al Kalam, Mataba Maarif, Azamgarh, 1922, pagina 178

42 - علامہ اقبال، Reconstruction of religious Thought in Islam تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، (مترجم: سید نذیر نیازی)، بزم اقبال لاہور، 1958ء

Allama Iqbal, Reconstruction of Religious Thought in Islam, Tishkeel Modern Theology of Islam, (Traducător: Syed Nazir Niazi), Bizm Iqbal, Lahore, 1958.

43 - آزاد، ابوالکلام، ترجمان القرآن، مکتبہ سعید، ناظم آباد کراچی

Azad, Abul Kalam, Tarman Al-Quran, Școala Saeed, Nazimabad, Karachi

44 - Joher , Muhammad Ali , My Life : A Fragment , A Autobiographical Sketch of Muhammad Ali Ed. Muhammad Ashraf ,1966, Page :165

Johar, Muhammad Ali, Viața mea: un fragment, o schiță autobiografică a lui Muhammad Ali Yad. Muhammad Ashraf, 1966, pagina: 165

[45] ۔مودودی، سید ابوالاعلی، تنقیحات، دہلی، مکتبہ جماعت اسلامی ہند، 1964ء، صفحہ 145

Maududi, Syed Abul Ali, Tanqihat, Delhi, Școala Jamaat-e-Islami Hind, 1964, pagina 145

[46] ۔سماجی وسیاسی تنظیم کاایک نظریہ اور نظام جو بیسویں صدی کے زیادہ ترحصے میں دنیاکی اہم سیاست کی اہم قوت بنارہا۔

O teorie și un sistem de organizare socio-politică care a fost o forță majoră în politica mondială pentru cea mai mare parte a secolului XX.

[47] ۔سوشلزم سوشلسٹ یااشتراکی مسلک بنیادی ذرائع پیداواراور تقسیم دولت پر ریاستی ملکیت اور کنٹرول کا تقاضا کرتا ہے۔

Socialism Socialismul sau colectivismul necesită proprietatea statului și controlul asupra mijloacelor primare de producție și distribuție a bogăției.

[48] ۔آزاد، ابوالکلام، ترجمان القرآن، مکتبہ سعید، ناظم آباد کراچی، جلد دوم، صفحہ 129

Azad, Abul Kalam, Tarman al-Qur'an, Muktaba Saeed, Nazimabad, Karachi, Volumul II, pagina 129

مودودی، سید ابوالاعلی، اسلام اور جدید معاشی نظریے، لاہور، 1968 ء

Maududi, Syed Abul Ali, Islamul și teoriile economice moderne, Lahore, 1968

سیوہاروی، حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، ندوۃ المصنفین، دہلی

Sood Harvey, Huzaur Rahman, Sistemul economic al islamului, Nidwa al-Musnafin, Delhi

ندوی، مسعود عالم، اسلام اور سوشلزم، کراچی، 1950ء

Nadvi, Masood Alam, Islam și socialism, Karachi, 1950

[49] ۔ Smith , W .C., Modern Islam in India, Lahore, 1963

[50] ۔روسو، ژاں ژاکس فرانسیسی فلسفی، مصنف اور سیاسی نظریہ ساز جو عہد روشن خیالی کے نہایت فصیح اللسان اہل قلم میں سے ایک ہے۔

Rousseau, Jean-Jacques filozof, scriitor și teoretician politic francez, care este unul dintre cei mai elocvenți scriitori ai Iluminismului.

[51] ۔وولٹئیر فرانسیسی مصنف اور فلسفی جو روشن خیالی کے سرکردہ فلسفیوں میں شامل ہے جس نے مسیحیت کو اپنے طنز کا مرکزی نشانہ بنایا اور کیتھولک کلیسیا کو ترقی کا دشمن قرار دیا۔

Voltaire Scriitor și filozof francez care se numără printre cei mai importanți filosofi ai Iluminismului care a făcut din creștinism ținta principală a satirei sale și a numit Biserica Catolică dușmanul progresului.

[52] ۔ہوبز تھامس سیاسی ریاست کی سیکولر توجیہ پیش کرنے والے اولین جدید مغربی فلسفیوں میں سے ایک ہے۔اس کا فلسفہ انگلش فلسفے میں علم الکلام کے مذہبی پہلو سے تعلق توڑے جانے کا نمائندہ ہے۔

Thomas Hobbes este unul dintre primii filosofi occidentali moderni care a oferit o explicație seculară a statului politic.

[53] ۔محمد اکرام، شیخ، موج کوثر، لاہور، ادرہ ثقافت اسلامیہ، 1997ء، صفحہ 75

Muhammad Ikram, Shaikh, Moj Kausar, Lahore, Idra Kultur Islamia, 1997, p. 75

[54] ۔حالی، الطاف حسین، مولانا، حیات جاوید، لاہور، آرٹ پریس، 1971ء، صفحہ 133

Hali, Altaf Hussain, Maulana, Hayat Javed, Lahore, Art Press, 1971, pagina 133

[55] ۔ولیم میور 27 اپریل 1819ء کو انگلستان میں پیدا ہوئے۔ایڈنبرا، گلاسکو اور سیل بری یونیورسٹیز سے تعلیم حاصل کی۔1837ء میں بنگال سول سروس میں شامل ہوئے 1857ء میں آگرہ محکمہ جاسوسی کے نگران تھے۔ولیم میور کی بحیثیت مستشرق شہرت اس وقت ہوئی جب اس نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر کتاب The Life of Mahomet لکھی۔1905ء کو انتقال ہوا۔

William Peacock s-a născut în Anglia la 27 aprilie 1819. A studiat la Universitățile Edinburgh, Glasgow și Salembury. S-a alăturat serviciului civil din Bengal în 1837. William Peacock a devenit celebru ca orientalist când a scris cartea Viața lui Mahomet despre biografia profetului. A murit în 1905.

[56] ۔-سید احمد خان، الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ، لاہور، دوست ایسوسی ایٹس، س-ن، صفحہ 351

.Syed Ahmad Khan, Khatbat al-Ahmadiyyah fi al-Arab și Seerah al-Muhammadiyyah, Lahore, Dost Associates, vol. 351

[57] ۔ایضاً، صفحہ 352

De asemenea, pagina 352

[58]-ایضاً، صفحہ 353

De asemenea, pagina 353

[59]-ایضاً، صفحہ 355

De asemenea, pagina 355

[60] - صدیقی، محمد میاں، ڈاکٹر، اردو زبان میں چند اہم کتب سیرت، سہ ماہی فکر و نظر، اسلام آباد، جولائی، دسمبر، 1992ء، صفحہ 277

Siddiqui, Muhammad Mian, Dr., Câteva cărți biografice importante în limba urdu, Quarterly Fikr wa Nazar, Islamabad, iulie, decembrie 1992, p. 277

[61] - صحیح بخاری کا اصل نام الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ ۔ علمائے امت نے اس کتاب کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا لقب دیا۔ جس میں 16 سال کی لگاتار محنت سے 7397 احادیث، 160 کتابیں اور 3450 ابواب اور 22 ط ثلاثیات ہیں۔

Numele original al lui Sahih Bukhari este Al-Jami'i Al-Musnad Al-Sahih Al-Mukhtasar Min Amour Rasulullah sallallaahu 'alaihi wa sallam și Sunnah Wayamah. Savanții Ummah au dat acestei cărți titlul de Kitab Allah după Asah-ul-Kitab.Ea conține 7397 de hadithuri, 160 de cărți și 3450 de capitole și 22 de trilogii după 16 ani de muncă grea continuă.

[62] - صدیقی، محمد میاں، ڈاکٹر، اردو زبان میں چند اہم کتب سیرت، سہ ماہی فکر و نظر، اسلام آباد، جولائی، دسمبر، 1992ء، صفحہ 278

Siddiqui, Muhammad Mian, Dr., Some Important Books of Biography in Urdu Language, Quarterly of Thoughts and Thoughts, Islamabad, iulie, decembrie 1992, p. 278

[63] - مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر امام قسطلانی کی معروف اور مقبول کتاب ہے جس کی سب سے مفصل شرح زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ کے نام سے آٹھ ضخیم جلدوں میں کی اور مصر سے شائع ہوئی۔

Muahib al-Ludniyya Balminh al-Muhammadiyah este o carte binecunoscută și populară a imamului Qastalani pe tema biografiei profetului, cea mai detaliată dintre care Zarqani a scris în opt volume groase sub numele de Al-Mawahib al-Ludniyya și a fost publicată în Egipt.

[64] - صدیقی، محمد میاں، ڈاکٹر، اردو زبان میں چند اہم کتب سیرت، سہ ماہی فکر و نظر، اسلام آباد، جولائی، دسمبر، 1992ء، صفحہ 278

Siddiqui, Muhammad Mian, Dr., Some Important Biography Books in Urdu Language, Quarterly of Thoughts and Thoughts, Islamabad, iulie, decembrie 1992, pagina 278

[65] ایضاً، صفحہ 279

De asemenea, pagina 279

[66] -ایضاً، صفحہ نمبر 280

De asemenea, pagina nr.280

[67] -ایضاً

De asemenea

[68] - پانی پتی، اسماعیل، مقالات سرسید، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1991ء، حصہ ہفتم، صفحہ 7

Panipati, Ismail, Eseuri ale lui Sir Syed, Majlis Traqhi Adab, Lahore, 1991, Partea VII, p. 7

[69] - ایضاً، صفحہ 32

De asemenea, pagina 32

[70] - ایضاً، صفحہ 34

De asemenea, pagina 34

[71] - مذہب اور اسطوریات میں تین منسلک دیوتاؤں کا گروپ۔ ہندو تکڑی تریمورتی، عیسائی عقائد میں باپ بیٹے اور روح کی تثلیث کو مانا جاتا ہے۔ سومیری بھی ایک تکڑی کو مانتے ہیں۔ بابلی تثلیث میں انو، بعل، اور ایا شامل تھے۔ یونانی اساطیر میں زئیس، پوسیڈون اور پلوٹو نے تثلیث بنائی۔

În religie și mitologie, un grup de trei zeități înrudite.Trimea hindusă este Trimurti, în credințele creștine trinitatea Tatălui, Fiului și Spiritului.Sumerienii credeau și ei într-o trinitate. Trinitatea babiloniană a inclus pe Anu, Baal și Aya. În mitologia greacă, Zeus, Poseidon și Pluto au format trinitatea.

[72] - جرجی زیدان، حیات سید احمد، مترجم۔ کے۔ ایم۔ فریق، علی گڑھ، 1903ء، صفحہ 1-16

Jurji Zaidan, Hayat Syed Ahmad, tradus de K. M. Fariq, Aligarh, 1903, pp. 1-16.

[73] پانی پتی، اسماعیل، مقالات سرسید، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1963ء، حصہ سیزدہم، صفحہ 131

Panipati, Ismail, Eseuri ale lui Sir Syed, Majlis Traqhi Adab, Lahore, 1963, Partea XIII, p. 131